ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 2024

تفسیری مصادر میں شعری استدلال کی روایت

The Tradition Of Poetic Reasoning In Exegetical Sources

Muhammand Irfan Raza
PhD Research Scholar
Department of Islamic Studies Government College University Faisalabad
irfanraza4126@gmail.com
Dr. Syed Toqeer Abbas
Principal Govt. High School Lakhodair Lahore Cantt
toqeerlakhodair@gmail.com
Imran Javed
PhD Research Scholar
Department Of Islamic Theology Islamia College University Peshawar
Govt High School Zaryab Colony Peshawar
Post Arabic Teachers
imranjaved198200@gmail.com

Abstract

The tradition of reasoning from Arabic literature in Tafsir Qur'an began with the Companions, may Allah be pleased with them. The Companions, may Allah be pleased with them, used to use Arabic poetry and literature to determine the meaning of the Qur'anic words. Hazrat Umar Farooq (RA) not only remembered many verses of Jahiliyyah, but also used to reason from them in the explanation of Quranic words.

In this research, examples of reasoning from Arabic literature have been mentioned from some well-known commentaries of the Arabic language, from which it is clear as day that the chain of reasoning and reasoning from Arabic literature in the Tafsir of the Qur'an was during the time of the Companions. Starting from Humayun, it has been growing gradually. In the modern times, this series has reached the point that it has reached the point that now, in the interpretation of the Qur'an, column Arabs are being widely used and it is being widely used. Commentary on the Qur'an This tradition of reasoning from Arabic literature and the study under it provides much guidance for students of the Qur'an and modern commentators of the Qur'an

تفسیر قرآن میں عربی ادب سے استدلال کی روایت کا آغاز دور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے ہو گیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم بھی قرآنی الفاظ کے مفاہیم کی تعیین میں عربی شعر وادب سے استشہاد واستدلال کیا کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نا صرف کثرت سے دور جاہلیت کے اشعار یاد تھے، بلکہ قرآنی الفاظ کی توضیح میں حسب موقع ان سے استدلال کیا کرتے تھے۔[1]

شعر کی عظمت کے اعتراف میں حضرت عمر بن الخطاب کا واقعہ "العقد الفرید"میں منقول ہے:

و دخل هرم بن سنان على عمر بن الخطاب، فقال له: من أنت؟ قال: أنا هرم بن سنان قال صاحب زهير؟ قال : نعم قال: أما أنه كان يقول فيكم فيحسن، قال: كذلک كنا نعطيه فنجزل، قال: ذهب ما أعطيتموه وبقى ما أعطاكم».[2]

ہرم بن سنان (امیر المومنین عمر ابن خطاب کے پاس آیا تو آپ نے پوچھا تم کون ہو؟اس نے کہا: میں ہرم بن سنان ہوں۔آپ نے فرمایا: زہیر بن ابی سلمی کے صاحب؟ اس نے

---

[1] مبشر نذیر، عصر حاضر کی تفاسیر میں ادب عربی جاہلی سے استدلال کی روایت (فی ظلال القرآن، تدبر قرآن اور ضیاء القرآن کا اختصاصی مطالعہ)، تحقیقی مقالہ برائے پی۔ایچ۔ڈی، سیشن:2010تا2013، شعبہ علوم اسلامیہ یونیورسٹی آف سرگودھا، ص31

[2] ابن عبدربہ، العقد الفرید، المطبعۃ الجمالیۃ، مصر، 1331ھ، جلد3، ص394

JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 2024

کہا: ہاں۔آپ نے فرمایا: وہ تم لوگوں کے بارے میں عمدہ شعر کہتا تھا۔اس نے کہا کہ ہم بھی اُسے گراں قدر انعامات دیتے تھے۔آپ نے فرمایا: جو تم لوگوں نے اُس کو دیا وہ (مال) تو ختم ہو گیا مگر جو (شاعری کی صورت میں) اس نے تمہیں دیا ، وہ اب تک باقی ہے۔

حضرت عمر کا ایک اور قول شعر کی عملی افادیت کو ظاہر کرتا ہے، آپ نے فرمایا:

أفضل صناعات العرب الأبيات من الشعر يقلمها في حاجاته ليستعطف بها قلب الكريم ويستميل بها قلب اللئيم [1]

ترجمہ: عربوں کی صنعت گری میں سب سے افضل وہ ابیات شعر ہیں جو کوئی عرب اپنی حاجات میں پیش کرتا ہے، تاکہ اُن کے ذریعے کریم انفس کے دل کو مہربان کرے اور کمینے بخیل کے دل کو اپنی طرف مائل کرے۔

جاحظ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

كان عمر بن الخطاب أعلم الناس بالشعر-[2]

"عمر بن خطاب لوگوں میں سب سے زیادہ شعر جاننے والے تھے۔"

ابن رشیق نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ عرب کے مشہور شعراء کا کلام انہیں کثرت سے یاد تھا اور شعراء کے کلام پر ان کی خاص آراء بھی تھیں۔[3]

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجالس میں لوگوں سے الفاظ قرآن کی اشعار جاہلی سے توضیح کے لیے مذاکرہ کیا کرتے تھے۔ آپ نے ایک موقع پر فرمایا:

يا أيها الناس عليكم بديوانكم شعر الجاهلية فإن فيه تفسير كتابكم و معاني كلامكم -[4]

"اے لوگو! تمھارے پاس دور جاہلیت کے شاعری کے دیوان ہیں، اس سے تمھاری کتاب کی تفسیر اور معانی کی تفہیم ہوتی ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

الشعرديوان العرب فإذاخفى علينا الحرف من القرآن ألذي أنزله الله بلغةالعرب رجعنا إلى ديوانهافالتمسنا معرفةذالك منه۔5

"اشعار اہل عرب کے کا دیوان ہیں اگر ہمیں قرآن حکیم کے کسی لفظ کا مفہوم ٹھیک معلوم نہ ہو سکے تو چونکہ اللہ تعالی نے اس کو اہل عرب کی زبان میں نازل فرمایا ہے لہذا ہم اس زبان کے دیوان طرف رجوع کریں گے اور اس کے ذریعہ اس کے معنی پہچانیں گے۔"

---

[1] ایضاً، ص382

[2] ابو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ، البیان والتبیین، دار صعب، بیروت، 1968ء، ج اول، ص163

[3] ابن رشیق ابو علی الحسن، کتاب العمدۃ، دار المعرفۃ، بیروت، (س۔ن)، باب المشاہیر بین الشعراء، ج1، ص209

[4] ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبّی، الجامع لاحکام القرآن، تحقیق: الدکتور عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، طبع اول، 1427ھ/2006ء، ج12، ص332

[5] ایضاً، ص258

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 2024

تفسیر قرآن میں کلام عرب سے استدلال واستشہاد کا یہ سلسلہ اپنے ارتقائی مراحل طے کرتا ہوا تابعین اور تبع تابعین کے عہد زریں میں بھی جاری رہا۔ان حضرات نے بھی لغت عرب میں مہارت اور کلام عرب سے استشہاد کو تفسیر قرآن کے اہم ماخذ کی حیثیت دی ہے۔بعض آئمہ نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ لغت و ادب عربی کو جانے بغیر قرآن کی تفسیر جائز ہی نہیں۔مثلاً امام مجاہدؒ فرماتے ہیں :

لا یحل لأحد یومن باللہ والیوم الآخر أن یتکلم فی کتاب اللہ إذا لم یکن عالما بلغة العرب۔[1]

"کسی ایسے شخص کے لیے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو، جائز نہیں ہے کہ وہ کتاب اللہ کے بارے میں کچھ کلام کرے،ایسا شخص سزا کا مستحق ہے جو عربی زبان سے ناواقفیت کے باوجود کلام اللہ کی تفسیر کرتا ہے جب تک کہ وہ لغت عرب کا عالم نہ ہو۔"

امام مالک بن انسؒ فرماتے ہیں:

لا أوتي برجل یفسر کتاب اللہ غیر عالم بلغة العرب إلا جعلته نکالا۔[2]

"ایسا شخص جو عربی لغت کا عالم نہ ہو اور قرآن کی تفسیر کرتا ہوا گروہ میرے پاس لایا جائے تو میں اسے سزا دوں گا۔"

امام محمد بن ادریس الشافعیؒ فرماتے ہیں:

فأقل ما فی تلك المعانی المجتمعه المتشعبة أنها بیان لمن خوطب بها ممن نزل القرآن بلسانه فتقاربة إلاستوائ عنده وإن کان بعضها أشد تاکید بیان من بعض و مختلفة عند من یجهل لسان العرب۔[3]

"جب تک عبارت کو عربی ہی کے انداز میں فہم و تعبیر کے مطابق سمجھانے کی صلاحیت پیدا نہیں ہوتی، کوئی شخص قرآن مجید کے بلیغ اسلوب اور اس کے مخصوص اندازِ تعبیر سے واقف نہیں ہو سکتا۔ قرآنی مفہوم و مطالب کے بہت سے گوشے اور پہلو ایسے ہوں گے جو اِس کی عقل و فہم کی گرفت میں نہ آسکیں گے۔"

اہل علم نے ابتدائی عہد میں کلامِ عرب اور عربی شاعری سے آیات قرآنی کی تفسیر کرنے والوں کی ایک طویل فہرست پیش کی ہے۔اس حوالے سے تفصیلات دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ عہد صحابہ سے لے کر عصر حاضر تک آیات والفاظ قرآنی کی تفہیم کی غرض سے عربی ادب سے استدلال کی ایک طویل اور مضبوط روایت وجود میں آگئی ہے۔آئندہ سطور میں اس روایت کے حوالے سے چند اہم عربی تفاسیر کا مطالعہ پیش کیا جارہا ہے۔

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس

یہ تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس سے منقول ان تفسیری روایات پر مشتمل ہے جن کو ابو طاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادی الشافعی نے مرتب کیا ہے۔علامہ فیروز آبادی نے اس تفسیر کا نام "تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس" رکھا ہے۔بعض حضرات نے ان سے روایت کرنے میں زیادتی سے کام لیا ہے اور کچھ باتیں گھڑ کر ان کی جانب منسوب کر دیں۔[4]

---

[1] بدرالدین محمد بن عبداللہ الزرکشی،البرہان فی علوم القرآن،دار الکتب العربیة، قاہرہ،1958ء،ج1،ص293

[2] مبشر نذیر، عصر حاضر کی تفاسیر میں ادب عربی جاہلی سے استدلال کی روایت (فی ظلال القرآن،تدبر قرآن اور ضیاء القرآن کا اختصاصی مطالعہ)، تحقیقی مقالہ برائے پی۔ایچ۔ڈی، سیشن:2010تا2013،شعبہ علوم اسلامیہ یونیورسٹی آف سرگودھا،ص32

[3] محمد بن ادریس الشافعی،الرسالہ،المکتبة العلمیة، بیروت،(س۔ن)،ص41

[4] مبشر نذیر، عصر حاضر کی تفاسیر میں ادب عربی جاہلی سے استدلال کی روایت (فی ظلال القرآن،تدبر قرآن اور ضیاء القرآن کا اختصاصی مطالعہ)، تحقیقی مقالہ برائے پی۔ایچ۔ڈی، سیشن:2010تا2013،شعبہ علوم اسلامیہ یونیورسٹی آف سرگودھا،ص32

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 2024

اس تفسیر میں عربی ادب سے استدلال کے کئی مثالیں ہیں، مثلا حضرت عبداللہ بن عباس سے قرآن مجید کی آیت کریم : عَنِ الیمین و عَنِ السّمالِ عزین [1] میں لفظ "عزین" کے بارے میں پوچھا گیا توانھوں نے فرمایا "العزون بمعنی حلق الرفاق "عزون ساتھیوں یادوستوں کا کسی کے گرد حلقہ لینے کو کہتے ہیں۔"اس کی تائید میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے عبید بن الابرص کا یہ شعر بطور استشہاد پیش کیا :

فجاءوا يهرعون إليه حتى يكونوا حول منبره عزينا -

"وہ اس کی طرف دوڑتے ہوئے آئے تاکہ اس کے منبر کے گرد حلقہ باندھ کر بیٹھ جائیں۔"

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ میں تشریف فرماتھے۔لوگوں نے تفسیر قرآن سے متعلق سوال وجواب شروع کردیے۔یہ دیکھ کر ایک خارجی سردار نافع ان الازرق نے اپنے ساتھی نجدہ بن عویمر سے کہا کہ آؤمیرے ساتھ اس شخص کے پاس جو قرآن کی تفسیر کرنے کی جرات کررہا ہے، حالانکہ اس کے پاس تفسیر قرآن کا علم نہیں ہے۔وہ دونوں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم آپ سے کتاب اللہ سے متعلق کچھ باتیں دریافت کریں گے۔آپ ان کا مطلب سمجھائیں اور آپ جو تفسیر بیان کریں اس کی تصدیق کے لیے کلام عرب سے نظیر بھی پیش کریں۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو تمھارے ذہن میں آئے وہ مجھ سے بے تکلف پوچھو۔نافع ان الازرق نے تقریباًدوصد سوال کیے۔(جو کافی کتابوں میں مروی ہیں)۔نافع نے سوال کیا : و ابتغوا الیه الوسیلة کی تفسیر کیا ہے؟اور الوسیلۃ کا معنی کیا ہے؟حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ "الوسیلة" بمعنی حاجت ہے۔نافع نے کہا کہ کیا اہل عرب اس کا استعمال جانتے ہیں۔آپ نے فرمایا، دیکھو عنترہ کا یہ شعر:

إن الرجال لهم إليک وسيلة إن ياخذوک تكحلي و تخضبي

"بے شک مردوں کو تیری حصول کی ضرورت اور حاجت ہے، جس وجہ سے وہ تیری طرف جھکے ہیں، تو سرمہ اور مہندی لگا۔

تفسیر طبری ازابو جعفر محمد بن جریر الطبری

ابو جعفر محمد بن جریر الطبری کا شمار سرخیل مفسرین میں ہوتا ہے اور ان کی یہ تفسیر، تفسیر بالماثور کہلاتی ہے۔اس تفسیر میں ابو جعفر محمد بن جریر الطبری نے تفسیر القرآن بالقرآن، تفسیر القرآن بالحدیث، تفسیر القرآن باقوال الصحابۃ والتابعین کے اہتمام کے ساتھ ساتھ بہت سے مقامات پر عربی ادب سے بھی استدلال و استشہاد کیا ہے۔قرآنی الفاظ کے معانی کی تعیین کرتے ہوئے وہ اکثر عربی شاعری سے بطور استشہاد نظائر پیش کرتے ہیں۔مثلاً:

" و أولیك هم المفلِحُونَ "[2]میں "الفلاح" کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ومن الدلالة على أن أحد معاني الفلاح، إدراك الطلبة والظفر بالحاجة۔[3]

"اس کے معانی میں ایک یہ ہے کہ اپنی مطلوب چیز کو پالینا اور اپنی حاجت میں کامیاب ہو جانا۔"

پھر بطور استشہاد لبید بن ربیعہ کا یہ شعر بھی پیش کیا ہے۔

أعقلى إن كنت لما تعقلى ولقد أفلح من كان عقل [4]

"سمجھ اگر تو سمجھنا چاہتی ہے، تحقیق وہ کامیاب ہو گیا جو صاحب عقل ہو گیا۔"

---

[1] المعارج 37:70
[2] البقرۃ 5:2
[3] ابو جعفر محمد بن جریر الطبری، جامع البیان عن تاویل آي القرآن، المکتبۃ البابی الحلبی، مصر، 1954ء، ج1، ص108
[4] ایضاً

JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 2024

تفسیر بغوی ازابو محمد حسین بن مسعودالفراءالبغوی

تفسیر بغوی اصل نام معالم التنزیل ہے یہ تفسیر درس نظامی میں بھی شامل نصاب رہی ہے۔اور کوئی بھی صاحب علم اس کی افادیت اور عظمت سے انکار نہیں کر سکتا۔امام بغویؒ قرآنی الفاظ کی نحوی، صرفی، بلاغی اور اعرابی مباحث بھی کثرت سے ذکر فرماتے ہیں۔قرآنی الفاظ کے معانی کی تعیین کرتے ہوئے اکثر عربی اشعار بھی بطور استشہاد کثرت سے ذکر کرتے ہیں۔

والمطلقات ،يتربصن بأنفسهن ثلاثه قرو ء[1] میں لفظ قروء کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: هو الوقت المجي الشي و ذهابه يقال رجع فلان لقرءه[2] لفظ قروء کے معنی کسی چیز کے آنے اور جانے کا وقت ہوتا ہے۔اور اس کے ساتھ ہی استشہاد کے طور پر مالک بن الحارث کا یہ شعر پیش کرتے ہیں

كرهت العقر عقر بني شليل إذا هبت لقارءها الرياح[3]

"جس وقت بنو شلیل کے علاقے "العقر" میں ہوائیں چلتی ہیں، تو مجھے بہت برا لگتا ہے۔"

تفسیر رازی ازامام فخرالدین ضیاءالدین عمرالرازی

تفسیر رازی یاالتفسير الكبير و مفاتيح الغيب میں بھی اکثر مقامات پر امام رازیؒ عربی شاعری سے استدلال کرتے ہیں۔مثلاًألا انهم هم السفهاء میں "سفه" کے معنی کی تعیین کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہلکا پن ہے اور ہوا کسی شے کو حرکت دے تو کہتے ہیں سف هت الريح الشئى اور بطور استشہاد ذوالرمہ کا یہ شعر بھی لکھتے ہیں:

جرين كما اهتزت رياح تسفهت اعاليها مرا الرياح النواسم -[4]

"وہ عورتیں، اس طرح چلیں جیسے نیم سحر کے چلنے سے ٹہنیوں کے ان کے اوپر والے حصے آہستگی سے حرکت کرتے ہیں۔"

الجامع لاحکام القرآن ازابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی

علامہ قرطبیؒ نے بھی اپنی اس تفسیر میں عربی شاعری سے جگہ جگہ استدلال فرمایا ہے۔مثلاًأن الذين كفروا سواء عليهم [5] میں لفظ "کفر" پر بات کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اصل الكفر في كلام العرب الستر والتغطية۔ کلام عرب میں کفر سے مراد پردہ ڈالنا اور کسی چیز کو چھپا دینا ہے۔ پھر ایک شاعر کا یہ قول بطور استشہاد پیش کرتے ہیں۔

في ليلة كفر النجوم ظلامها

"ایسی رات میں جس کی تاریکی نے ستاروں کو چھپا دیا۔"

ایک مقام پر يستهزئ بهم[6] کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ عرب میں عام استعمال ایسے ہوتا ہے کہ گناہ کی سزا اور بدلے میں وہی لفظ استعمال کیا جاتا ہے، جو جرم کے لیے استعمال کیا گیا ہو جیسا کہ عمرو بن کلثوم کا یہ شعر:

ألا لا يجهلن احد علينا فنجهل فوق جهل الجاهلينا

خبردار کوئی ہم پر حملہ کرنے کی بے وقوفی نہ کرے، وگرنہ ہم سب سے بڑے جاہل ثابت ہوں۔

---

[1] البقرۃ2:228

[2] ابو محمد حسین بن مسعود الفراع البغوی، معالم التنزیل، دار الفکر، بیروت، 1979ء، ج1، ص225

[3] ایضاً

[4] فخر الدین ابو عبداللہ محمد بن عمر الرازی، مفاتیح الغیب، دار الفکر، بیروت، طبع اول، 1401ھ/1981ء، ج2، ص75

[5] البقرۃ2:6

[6] ایضاً2:15

سو اللہ تعالی کا ان سے استہزا کا مفہوم یہ ہے کہ وہ ان سے انتقام لے گا۔ چنانچہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا: فينتقم منهم ويعاقبهم ويسخر بهم ويجازيهم "اللہ تعالیٰ ان سے انتقام لے گا اور ان کو سزا دے گا اور ان سے بدلہ لے گا۔

تفسیر خازن از علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی

تفسیر خازن یا "لباب التأويل في معاني التنزيل" میں بھی مفسر نے لغت عرب اور عربی شاعری کا بھرپور استعمال کیا ہے۔ سورۃ بقرۃ میں "بَل مِلَةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا" میں لفظ حنیف کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اصله من الحنف و مو ميل و اعواج يكون فى القدم قال ابن عباس الحنيف المائل عن الاديان كلها إلى دين الاسلام "حنیف حنف سے ہے، اس کا معنی مائل ہونا اور ٹیڑھ پن جو قدم میں ہوتا ہے، ابن عباس فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ تمام ادیان باطلہ کو چھوڑ کر اسلام کی طرف مائل ہو جاتا۔ پھر اس معنی پر بطور استشہاد یہ شعر پیش کیا ہے:

وكنا خلقنا ان خلقنا حنيفاً ديننا عن كل دين

ہماری تخلیق جب سے ہوئی ہے ہم ہر دین سے الگ تھلگ ہو کر اپنے دین پر کاربند ہیں۔

بحر المحیط از ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن حیان الاندلسی

ابو حیان الاندلسی کا شمار نحو و لغت کے مشہور ائمہ میں ہوتا ہے۔ اس تفسیر میں بھی جابجا عربی ادب سے استدلال موجود ہے۔ مثلاً سورۃ البقرہ کی آیت یا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ "کے تحت لفظ "خلق "کا معنی کرتے ہوئے فرماتے ہیں: " الخلق: الاختراع بلامثال وأصله التقدير خلقت الأديم قدرته- "خلق "کا معنی بغیر سابقہ مثال کے کسی چیز کا اختراع ہوتا ہے۔ اس کی اصل تقدیر ہے جیسا کہ عرب میں استعمال ہوتا ہے، تونے چمڑے کو بنایا یعنی اس کو مقرر کیا۔ اور اس کی تائید میں زہیر بن ابی سلمی کا یہ شعر پیش کیا ہے۔

ولأنت تفرى ما خلفت وبعض القوم يخلق ثم لا يفرى

"اور البتہ تو جو بناتا ہے اپنا کام بخوبی کرتا ہے۔ اور تیرے علاوہ بعض کوشش تو کرتے ہیں لیکن اپنا کام بہتر نہیں کر سکتے۔"

تفسیر القرآن العظیم از حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر الشافعی

علامہ ابن کثیر بھی قرآنی آیات کی تفسیر متعدد جگہ ادب عربی سے استدلال کرتے ہیں۔ لَا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ إِلًّا وَلَا ذمة [1] میں لفظ "الا" کا ترجمہ قرابت داری کو عربی اشعار سے ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے کا معنی قرابت اور "ذمة" کا معنی عہد لیا ہے۔ تمیم بن مقبل کے درج ذیل شعر میں بھی " الا "کا معنی قرابت داری ہے۔

أفسد الناس خلوف خلفوا قطعوا الإلا واعراق الرحم

"نااہل جانشینوں نے لوگوں کو بگاڑ کر رکھ دیا ہے، جنھوں نے قرابت داری اور رشتہ داری کی رگوں کو کاٹ کر رکھ دیا ہے۔"

اسی طرح حسان بن ثابت کے اس شعر میں بھی معنی قرابت داری مراد ہے:

وجدنا هم كاذبا الهم وذوالا والعهد لا يكذب

"ہم نے انھیں جھوٹ اور فریب پر مبنی رشتہ داری والا پایا اور رشتہ داری اور عہد و پیمان والا شخص جھوٹ نہیں ہوتا۔"

فتح القدیر از محمد بن علی الشوکانی

صاحب فتح القدیر بھی متعدد مقامات پر عربی شاعری سے استشہاد کرتے نظر آتے ہیں۔" وادكر بعد أمة[1]" میں لفظ "أمة" کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "اى بعد حين "کچھ وقت گزرنے کے بعد یاد آیا۔" والأمة الجماعة الكثيرة من الناس[2] "امت کا لفظ لوگوں کی بڑی جماعت پر بھی بولا جاتا

---

[1] التوبہ 10:9

ہے۔پھر بطور استشاد امام اخفش کا قول ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ھو فی اللفظ واحد وفي المعنى جمع[3] یہ لفظی اعتبار سے واحد اور معنوی طور پر جمع ہے۔
"اس کے ساتھ ہی قراءت بھی ذکر کی ہے کہ ابن عباس اور عکرمہ اسے ہمزہ کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے،اور بطور استشہاد یہ شعر پیش کیا ہے:

أمهت وكنت لا انس حديث كذلك الدهر يودي بالعقول

"میں بھول گیا حالانکہ میں کوئی بات نہیں بھولتا۔زمانہ اس طرح سے ہے جو عقول سے ہلاک کر دیتا ہے۔"

روح المعانی از علامہ ابوالفضل شہاب الدین السید محمود الالوسی البغدادی

روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم و السبع المثانی" میں علامہ آلوسی بھی بکثرت عربی شاعری سے استشہاد کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ [4]میں لفظ "رزق کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: والرزق بالفتح لغة الاعطاء لما ينتفع الحيوان به و قيل الاصل الرزق الحظ ويستعمل بمعنى المرزوق المنتفع به[5]رزق فتحہ کے ساتھ،اس کا معنی وہ چیزیں عطا کر دینا ہے،جن سے جاندار فائدہ اٹھاتے ہیں،اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ رزق کا اصل مفہوم حصہ ہوتا ہے۔اور اس چیز کے بارے میں بھی استعمال ہوتا ہے جو بطور رزق دی جاتی ہے۔"سورۃ البقرۃ کی آیت : وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللهِ وبالايوم الآخر[6]"میں لفظ ناس" کی بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں: وهو ماخوذ من الانس ضد الوحشة لانسه بجنسه لانه مدني بالطبع " یہ انس و محبت سے ماخوذ ہے،اس لیے کہ یہ اپنے نام جنس سے بہت جلد مانوس ہو جاتا ہے اور طبعی طور پر مل جل کر رہنے والا ہے۔"اور بطور استشہاد یہ شعر تحریر فرمایا ہے:

وما سعى الإنسان إلا لأنسه
ولا القلب إلا أنه يتقلب[7]

"انسان کا نام صرف اس کے مانوس ہونے کی وجہ سے رکھا جاتا ہے۔اور دل کو دل اس لیے کہتے ہیں"کہ وہ حرکت میں رہتا ہے۔

فی ظلال القرآن از سید قطب شہید

عربی تفاسیر میں "فی ظلال القرآن "بعض منفرد و خصوصیات کی وجہ سے اپنی الگ حیثیت رکھتی ہے۔اس کے مولف علامہ سید قطب شہید تفسیر قرآن میں رائے کو بالکل کوئی اہمیت نہیں دیتے۔خود فرماتے ہیں:

"إنني لم أجد نفسي مرة واحدة فی حاجة إلى نص واحد خارج هذا القرآن في ماعدا قول رسول الله وهو من أثار لهذا القرآن"میں نے کبھی قرآن سے باہر کسی نص کی ضرورت محسوس نہیں کی سوائے رسول اکرم کے قول کے،وہ تو حقیقتاً خود آثار قرآن میں سے ہیں۔لیکن سید قطب اپنی اس تفسیر میں الفاظ قرآنی کی وضاحت کے لیے ادب عربی سے استفادہ کرتے ہیں۔مثلا:

وَعِنَبًا وَقَضْبًا وَزَيْتُونَ وَنَخْلاً وَ حَدَائِقَ غُلْبًا وَفَاكِهَةً وابا [8]کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

---

[1]یوسف 45:21
[2]محمد بن علی الشوکانی، فتح القدیر، دار احیاء التراث العربی، بیروت،(س-ن)،ج 3،ص 31
[3]ایضاً
[4]البقرۃ 3:2
[5]ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی، روح المعانی، مکتبہ امدادیہ، ملتان،(س-ن)،ج 1،ص 117
[6]البقرۃ 8:2
[7]ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی، روح المعانی، مکتبہ امدادیہ، ملتان،(س-ن)،ج 1،ص 117
[8]عبس 80:28تا30

JAHAN E TAHQEEQ جہان تحقیق
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 2024

القضب هو كل ما يؤكل رطبا غضا من الخضر التي تقطع مرة بعد أخرى وغلبا جمع غلباء أى
ضخمة0 عظيمة ملتفة الأشجار والأب أغلب الظن انه الذي ترعاه الأنعام -

"قضب وہ چارہ جو تروتازہ کھایا جاتا ہے اور یکے بعد دیگرے کاٹا جاتا ہے، غلباً بڑے بڑے درخت اور اب وہ جس کو چوپائے کھاتے ہیں، اسی طرح اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللهِ "میں احبار و رھبان کی وضاحت یوں ہے:الأحبار: جمع حبر او حبر بفتح الحاء أو بكسرها ، وهو العالم من اهل الكتباب وكثر اطلاقه على علماء اليهودوالرهبان : جمع راهب و هو عند النصارى المتبتل المنقطع للعبادة و هو عادة لايتزوج ولا يزاول الكبسب، ولا يتكلف للمعاش

احبار حبر کی جمع ہے، یہ اہل کتاب کے علما کو خاص کر یہود کے علما کو کہا جاتا ہے اور رھبان راہب کی جمع ہے، یعنی تارک الدنیا درویش وعابد جو عادتاً نکاح کسب معاش اور دیگر امور سے بے نیاز ہوتا ہے۔" سید قطب کا عربی اشعار سے استدلال کا اسلوب دیگر مفسرین سے ہٹ کر ہے۔ آپ قرآنی مفہوم کی وضاحت کے لیے کسی نسبت کے سبب شعر پیش کرتے ہیں، عموماً بعینہ الفاظ کو پیش نظر نہیں رکھتے۔ مثلا:

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا فَأَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ[1] پچاس کم ہزار سال، یہ حضرت نوح علیہ السلام کے حوالہ سے ذکر کیا گیا ہے کہ وہ ساڑھے نو سو سال زندہ رہے۔ بلکہ اتنی مدت انھوں نے تبلیغ کی۔ یہ مدت آج کل میں غیر معروف نظر آتی ہے، لیکن اس اعتبار سے ایک اٹل حقیقت بھی ہے کہ اس کا تذکرہ کائنات کی کتاب قرآن مجید میں موجود ہے۔ تفسیر ظلال القرآن کے مطابق کائنات میں ایک دوسرا اصول بھی کارفرما ہے۔ کہ جب عدد اور نسل کم ہو تو عمریں بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ جیسا کہ گدھ، سانپ اور کچھوا وغیرہ ان کی عمریں بسا اوقات سیکڑوں سال سے بھی متجاوز ہوتی ہیں، جب کہ اس کے برعکس مکھی کو دیکھیں لاکھوں کی تعداد میں پیدا ہوتی ہے اور عمر صرف چند دن ہوتی ہے۔ سید قطب نے اسی مفہوم کی تائید میں یہ شعر پیش کیا ہے:

بغاث التطير اكثرها فراخا وام الصقر مقالات نرو

"کمزور پرندوں کے چوزے زیادہ ہوتے ہیں مگر شکرے کی ماں کے چوزے کم ہوتے ہیں۔:

يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَشْرَبُوا الصَّلاةَ وَأَنتُمْ سُكَارَى حتى تعلَمُوا ما تقولون[2] کے تحت فرماتے ہیں کہ دورِ جاہلیت میں شراب شراب جاہلیت کے سماج کا ایک نمایاں مظہر اور معاشرے کی روایات کا ایک حصہ تھا۔ عرب شاعری شراب کے تذکرے سے بھری پڑتی ہے۔ اور عرب شعرا نے اسے بطور فخر کے ذکر کیا ہے۔ جس کا اندازہ مندرجہ ذیل اشعار سے لگایا جاسکتا ہے۔ پھر سید قطب نے اس کی تائید میں لبید اور امرءوالقیس کے یہ اشعار پیش کیے ہیں:

قديت سامرها، وغاية تاجر وأفيت ، ألذرفعت وعز مدامها

"میں نے رات قصہ گو کے ساتھ گزاری اور اس کی تجارت صرف شراب تھی اور میں نے اس کی موافقت کی جب میں نے مسلسل شراب پی۔"

مجالس شراب کے تذکرے اور ان پر فخر کرنا یہ بھی عرب میں عام تھا جیسا کہ امرؤالقیس کے یہ اشعار:

وأصبحت ودعت الصباغى رانني اراقب خلات من العيش اربعا

فمنهن قولى للندامى ترفقوا يدأ جون نشاجا من الخمر مترعا

اومنهن : ركض الخيل ترجم بالقنا يباردن سرباامنااان يفرعا

"میں مسلسل پیتا ہوں ہر چھوٹے اور بڑے کے ساتھ اور جب نشہ میں ہوتا ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ خورنق اور سدیر کا مالک میں ہی ہوں اور جب ہوش میں ہوتا ہوں تو میں اپنے آپ کو بکریوں اور اونٹوں کا مالک کھتا ہوں۔"

---

[1] العنکبوت14:29

[2] النساء43:4

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 2024

سید قطب نے سکر کا معنی عربی ادب کے مطابق نشہ ہی کیا ہے، مگر ساتھ ہی جاہلی شاعری سے جاہلی معاشرے کی تصویر کشی فرماتے ہوئے واضح کیا ہے کہ شراب ان کی زندگیوں کا ایک حصہ بن چکی تھی، بلکہ لوگ اپنے بچوں کو پیاسا رکھ کر شراب کا عادی بنایا کرتے تھے، اور یہ ان کے لیے قابل فخر چیز تھی۔

تفسیر ابن عاشور از محمد طاہر ابن عاشور

تفسیر ابن عاشور یا "التحریر والتنویر" میں بھی صاحب تفسیر نے عربی زبان و شعر سے بہت استشہاد کیا ہے۔ کتاب کی تقدیم میں خود فرماتے ہیں کہ میں نے اس تفسیر میں مفردات کے معانی لغتہ العربیہ سے نوٹ کرنے کی کوشش کی ہے، اور عربی زبان وادب سے بھی استفادہ کیا ہے تاکہ معانی و مفہوم اچھی طرح واضح ہو جائے۔ مثلاًمالك يوم الدين[1] میں لفظ "مالک" پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "مالک" یہاں بادشاہ اور قدرت کاملہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اور اس کے ساتھ اس میں عدل وانصاف کا مفہوم بھی شامل ہے۔ اور بطور استشہاد حارث بن حلزہ کا یہ شعر پیش کیا۔ کیا ہے۔ جو انھوں نے حیرہ کے بادشاہ عمر بن ہند کی مدح کرتے ہوئے کہا تھا:

ملك مقسط و أفضل من يم شيء ومن دون ما لديه الثناءُ[2]

"وہ انصاف پسند بادشاہ ہے۔ وہ ہر قابل تعریف شخص اور زمین پر چلنے والے پر فوقیت رکھنے والا ہے۔"

حاصل بحث

اس تحقیق میں عربی زبان کی چند معروف تفاسیر سے ادب عربی سے استدلال کی امثلہ ذکر کی گئی ہیں، جس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ تفسیر قرآن میں عربی ادب سے استشہاد اور استدلال کا سلسلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے عہد ہمایوں سے شروع ہو کر بتدریج پروان چڑھتا رہا ہے۔ دورِ حاضر میں یہ سلسلہ اپنی ارتقائی منازل طے کرتا ہوا اس مقام پر پہنچ چکا ہے کہ اب تفسیر قرآن میں کالم عرب سے عام استشہاد کیا جا رہا ہے اور اس سے وسیع پیمانے پر فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔ تفسیر قرآن میں عربی ادب سے استدلال کی اس روایت اور اس کے زیرِ نظر مطالعے میں قرآن کے طالب علموں اور جدید مفسرینِ قرآن کے لیے رہنمائی کا بہت سامان پایا جاتا ہے۔

مصادر و مراجع

1. ابن عبد ربہ، العقد الفرید، المطبعۃ الجمالیۃ، مصر، 1331ھ
2. ابو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ، البیان والتبیین، دار صعب، بیروت، 1968ء
3. ابن رشیق ابو علی الحسن، کتاب العمدۃ، دار المعرفۃ، بیروت
4. ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبیؒ، الجامع لاحکام القرآن، 1427ھ
5. ابو جعفر محمد بن جریر الطبری، جامع البیان عن تاویل القرآن، المکتبۃ البابی الحلبی، مصر، 1954ء
6. ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی، معالم التنزیل، دار الفکر، بیروت، 1979ء
7. ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی، روح المعانی، مکتبہ امدادیہ، ملتان، (س-ن)
8. بدر الدین محمد بن عبد اللہ الزرکشی، البرہان فی علوم القرآن، دار الکتب العربیۃ، قاہرہ، 1958ء
9. محمد بن ادریس الشافعی، الرسالہ، المکتبۃ العلمیۃ، بیروت
10. مبشر نذیر، عصر حاضر کی تفاسیر میں ادب عربی جاہلی سے استدلال کی روایت، 2013
11. محمد بن علی الشوکانی، فتح القدیر، دار احیاء التراث العربی، بیروت
12. فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر الرازی، مفاتیح الغیب، دار الفکر، بیروت، طبع اول، 1401ھ

[1] فاتحہ 3:1

[2] ابن عاشور محمد بن طاہر، التحریر والتنویر، موسستہ التاریخ، بیروت، 2000ء، ج 1، ص 8